یعنی

اکاڈیمی کی بنیاد اُس کی تاریخ اور دنیا کی اکاڈمیون کے مختصر حالات

پر

مولوی میرزا محمد عسکری صاحب بی۔اے۔ کا ایک فاضلانہ لکچر

جو

مسلم اکاڈیمی کے دوسرے جلسے منعقدۂ ۱۳ ذیقعدہ سنہ ۱۳۴۲ھ (۱۷ جون سنہ ۱۹۲۴ء) مین پیش ہوا

اور جس کو

باجازت اکاڈیمی مذکور خاکسار (حکیم محمد سراج الحق منیجر دلگداز) نے

سنہ ۱۹۲۴ء مین

دلگداز پریس لکھنؤ محلہ کٹرہ بزن بیگخان مین چھاپکے شائع کیا

قیمت فی جلد ۱/

اکیڈمی یعنی قدیم دار العلوم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ایتھنز سے شمال جانب تقریباً ایک میل کے فاصلے پر اکاڈیمیا نامے ایک تفرج گاہ تھی جو یونان کے ایک قدیم ہیرو اکیڈیمس کے نام سے منسوب تھی اور غالباً اسی وجہ سے اُس کو اکیڈیمیا کہتے تھے۔ مشہور فرمان رواے یونان ملیاڈیز کے بیٹے سائمون نے اس مقام کو خوبصورت درختون کے کنجون وسیع روشون اور دلفریب فوارون سے آراستہ کر کے اُس کو اہل ایتھنز کے حوالہ کر دیا تھا جہان یہ لوگ سیر و تفریح کی غرض سے جایا کرتے تھے۔ چونکہ یونانی اپنی صحت کا بہت خیال رکھتے تھے۔ اِس وجہ سے وہ دوڑ دھوپ کے کھیلون اور جسمانی ورزش کے بہت شائق تھے۔ اور جس مقام پر ایسی ورزشون کی مشق کرتے تھے اُس کو "جمنیشیم" کہتے تھے۔ جس معنی مین یہ لفظ اب بھی مستعمل ہے۔ اکاڈیمیا مین بھی ایک جمنیشیم یا ورزش گاہ تھی اور اسی کھلی ہوئی ورزشگاہ مین یونان بلکہ تمام دنیا کا وہ مشہور حکیم اور یگانۂ روزگار افلاطون الٰہی اپنے شاگردون کو درس دیتا تھا۔ اور اسی جگہ کی نسبت سے درس افلاطونی کو "اکاڈیمکس" کہتے ہین۔ بمقابلۂ دیگر حکما اور خاص کر ارسطا طالیس کے طریقۂ درس کے جو "پیری پیٹٹکس" (مشائی) کہلاتا ہے۔ ہم نے اس مضمون کو دو حصون پر تقسیم کیا ہے۔

ایک مین زمانۂ قدیم کی یونانی اکاڈیمیون کا اور دوسرے مین زمانۂ مابعد کی یورپی اکاڈیمیون کا بہ کچھ مختصر ذکر کرین گے۔

حصۂ اول

قدیم یونانی اکاڈیمیون کو اکثر مورخین اور ارباب فن نے جن مین روما کا مشہور فصیح و بلیغ سِسرو اور مشہور مورخ اور نقاد وارو شامل ہین دو پر اور بعض نے تین اور بعض نے پانچ پر تقسیم کیا ہے۔

اکاڈیمی قدیم | سب سے پہلی اکاڈیمی جس کو "اکاڈیمی قدیم" کہتے ہین وہی تھی جس مین افلاطون الٰہی درس دیتا تھا۔ اور جس کا افتتاح تقریباً ۳۸۸ سنہ ق م مین ہوا تھا بعد اس کے کہ افلاطون اپنے استاد اور مرشد سقراط کی حسرتناک موت کے بعد اپنے سفر مصر و روم و سسلی سے واپس آگیا تھا۔ اسی کے افتتاح کے موقع پر وہ خطبہ دیا گیا تھا جو بعض لکھے نزدیک افلاطون کی کتاب فیدروس کے نام سے مشہور ہے۔ اس درس گاہ مین حکیم مذکور تقریباً چالیس سال تک یعنی اپنی موت کے زمانہ تک جو ۳۴۸ سنہ ق م مین واقع ہوئی فلسفہ اور الٰہیات کا برابر درس دیتا رہا اور اسی مین اُس کے مشہور درس الٰہی کی ابتدا ہوئی۔ جیسا کہ روما کے ایک نامور شاعر ہارَیس کے اس قول سے ظاہر ہے کہ انھین درختون کے کنج مین افلاطون کے الٰہیات اور حقانیت کی ابتدا ہوئی تھی۔ اس اکاڈیمی مین استاد اعظم کے علاوہ ذیل کے فلسفی بھی شامل تھے:۔۔۔

(۱) سپوسپس جو افلاطون کا بھانجہ اور جانشین بھی تھا۔

(۲) ذینقراطیس جو سقراط کے انتقال کے بعد افلاطون کا شریک رہ نوردی رہا ہے۔

(۳) پولیمو یا پولیمون۔ یہ ایک نوجوان رند مشرب ایتھنز کا رہنے والا پہلے ذینقراطیس مذکور کا بہت تمسخر کرتا تھا۔ پھر اُسکی سحر بیانی سے متاثر ہو کر اُس کا شاگرد ہو گیا تھا۔

(۴) کرنیٹیبر (۵) گریٹنز یہ شخص ایک مشہور رسالۂ حکمت کا مصنف تھا جو اب نادر الوجود ہے۔ مگر اس کی تعریف سسرو نے بہت کی ہے۔

سپوسپس | اپنے اعتقادات مین حکیم فیثاغورث کا متبع تھا جیسا کہ ارسطاطالیس نے صراحت کر دی ہے۔ اور افلاطون کے اس قول کو کہ خیر مطلق تمام اشیا کی اصل ہے نہین مانتا تھا اُس کا خیال تھا کہ خیر کوئی ایسا جرم نہین ہے جو درخت اور

حیوان کا مُبدع ہو سکتا ہے۔ بلکہ وہ صرف متقدم الوجود اشیا مین موجود ہو سکتا ہے۔ اس کے خیال کے مطابق اصل اشیا ایک ایسا جوہر قدیم بالذات ہے جو خیر سے کوئی تعلق نہین رکھتا اور جس سے تین اصول متفرع ہوتے ہین (۱) اصول اعداد۔ (۲) اصول مقادیر (۳) اصول روح۔ ذات باری اس فلسفی کے قول کے بموجب ایک زندہ قوت ہے جو جمیع موجودات پر حکمران اور سب مین موجود ہے۔

ذینقراطیس | ذینقراطیس پر بھی فیثاغوریت بہت غالب تھی گو وہ افلاطون کے کسی اصول کا منکر اور مُبطل نہ تھا۔ وہ تین جوہرون کا قائل تھا (۱) محسوسات کے متعلق (۲) ذہنیات کے متعلق (۳) ان دونون کا مرکب۔ اس حکیم کے خیال کے بموجب کرہ محسوسات آسمانون کے نیچے واقع ہے۔ کُرہ ذہنیات آسمانون کے اوپر ہے اور تیسرا کرہ خود آسمان ہین اور انھین تینون کُرون کے مناسبت سے ہم کو قوتین بھی عطا ہوئی ہین یعنی حواس خمسہ سے محسوسات عقل سے ذہنیات اور ظن سے کُرہ مرکب کا ہم کو علم ہوتا ہے۔ یہ دونون حکیم علم النفس اور تخلیق عالم کے مسائل مین اپنے استاد افلاطون کے متبع تھے۔ مگر بقول مسٹر... ان مین سقراط کا تعمق اور رتانی نہ تھی! اسی سلسلے مین ارسطا طالیس کی

لیسیم | وہ مشہور درسگاہ لیسیم" بھی قابل ذکر ہے۔ جو حکیم مذکور نے مثل افلاطون کی اکاڈیمی کے شہر کے باہر ایک ورزشگاہ مین کھولی تھی۔ ارسطو کو افلاطون کے انتقال کے بعد افلاطون کی جانشینی اور اکاڈیمی کی صدارت کا بڑا دعوی تھا۔ مگر چونکہ اُس کو اپنے استاد کے جملہ مسائل و معتقدات سے پورا اتفاق نہ تھا اس وجہ سے سپوسپس مذکور افلاطون کا جانشین مقرر ہوا۔ اور ارسطو کو ایک علٰحدہ درسگاہ کھولنا پڑی۔ یہ دارالعلوم ایک پٹے ہوے چھتے مین واقع تھا۔ جس کو یونانی زبان مین "پیری پیٹوس" کہتے ہین۔ اور اسی لفظ کی مناسبت سے اس کا طریقہ درس "پیری پیٹیکس" یعنی مشائی کہلاتا ہے۔ بعض کہتے ہین کہ ارسطو اور اُس کے شاگردون کو ٹہل ٹہل کر پڑھانے کی عادت تھی اس سے یہ مشائی کہلاتے تھے۔

باقی تین حکما یعنی پولیمون اور کریٹس اور کرینٹر بھی تعلیمات افلاطونی کے متبع تھے گو کہ فلسفۂ اخلاق پر بہت زور دینا چاہتے تھے مگر قدما کا اکاڈیمی قدیم کے خدمات کی مسٹر... نے بہت کچھ تعریف کی ہے چنانچہ اپنی مشہور کتاب ...

مین لکھتا ہے "اُن کے تحریرات اور طرق مین تمام ادبیات تمام تاریخ تمام لطیف مباحث داخل تھے۔ اور اُن کے علاوہ بھی وہ جملہ فنون پر ایسے حاوی تھے کہ کوئی متنفس بغیر اُن کی رہنمائی کے کسی شعبۂ زندگی مین کمال حاصل نہین کرسکتا۔ مختصر یہ کہ اکاڈیمی قدیم ہر اہل فن کے لیے ایک کامل درس گاہ تھی"

اکاڈیمی وسطیٰ یہ مختصر حال اکاڈیمی قدیم کا بیان ہوا اب دیکھنا چاہیے کہ اکاڈیمی دوم یا وسطیٰ کس نے قائم کی اور کون کون اساتذہ اور حکما اس مین شامل تھے۔ اس کا بانی

ارقسی لوس حکیم ارقسی لوس تھا جو کریٹیز کا جانشین اور پولیمون کا شاگرد تھا۔ اس کا زمانہ ۳۱۶ سے ۲۴۱ ق م تک رہا ہے۔ یہ تعلیمات افلاطونی کا پورا متبع اور اُس کا قول تھا کہ میرا مسلک صرف طریقۂ افلاطونی کی ترقی و تکمیل ہے۔ یہ بھی سقراط کیطرح طریقۂ مکالمہ کا پیرو تھا اور سقراط ہی کیطرح اس نے بھی کوئی مستقل تصنیف نہین چھوڑی اس کے اقوال سے پایا جاتا ہے کہ وہ افلاطون کے عالم مثال کا قائل نہ تھا یا کم سے کم اس کا ذکر اس نے کہین نہین کیا ہے۔ اس کا قول تھا کہ ہمارے حواس اور ہمارا ذہن کسی یقین تک ہمکو نہین پہونچا سکتا۔ لہٰذا ہمارا فیصلۂ ذہنی ایک حالت تذبذب مین رہتا ہے شک یا ظن ہماری زندگی کا اصلی رہنما ہے۔ یہ حکیم دیگر حکما کی نظرون اور آرا کی جرح و تنقید مین زیادہ مصروف رہتا اور خود اپنی کوئی مستقل رائے یا نظریہ نہین پیش کرتا تھا۔

قرنیادیس حکیم موصوف کو اس فلسفۂ شک کا اصلی موجد و مخترع سمجھنا چاہیے جو بعد کو حکیم قرنیادیس

اکاڈیمی جدید اکاڈیمی جدید کے بانی نے اپنا مستقل مذہب قرار دیدیا تھا۔ یہ شخص حکیم زینو اور اس کے شاگردون کے فلسفۂ یقین کا سخت مخالف تھا۔ یہ لوگ فلاسفۂ اسطوائقی یعنی محرابی اسوجہ سے کہلاتے تھے کہ اُن کا اُستاد زینو ایک اسٹوآ یعنی محراب کے نیچے بیٹھ کے درس دیتا تھا۔ محرابیون نے نظریۂ حسیات ایجاد کیا تھا جس سے اُن کا یہ مطلب تھا کہ اشیا کا علم ہم کو صرف حس سے ہو سکتا ہے جو یقینی ہے اور مرتسمات اشیا ہمارے احساسات پر اتنے قوی اور گہرے پڑتے ہین کہ انھین کی بنا پر ہم استقصا کر سکتے ہین اور سائنس قائم کر سکتے ہین۔ برخلاف اس نظریہ کے ارقسی لاس نے یہ مسئلہ اختیار کیا تھا کہ ہم کو حس اور محسوس مین کوئی ضروری تطابق نہین معلوم ہوتا اس وجہ سے محسوس کے متعلق ہم کوئی قطعی اور یقینی رائے قائم نہین کر سکتے۔ یہ فلسفی حقیقت اشیا کے علم کا قائل

ﮯ یہ جدید اصطلاح وضع کی گئی ہے۔

نہ تھا لیکن فلسفۂ شک کے اعتراضات سے بچنے کے لیے اُس نے ایک نیا مسئلہ ایجاد کیا تھا جس کو وہ مسئلہ احتمال یا شبہ بالحق کہتا تھا اور جو اس کے خیال کے مطابق انسان کی عملی زندگی کے واسطے حقیقی رہنما ہے۔ اُس کے نزدیک معیار حق ایک ایسا مفروضہ یا نقش ہونا چاہیے جو قابل وثوق اور غیر قابل بطلان ہو جس کی تصدیق دیگر نقوش ذہنی کے موازنے اور مقابلے سے ہو سکے۔ لہذا ہر ذی عقل ایک قیاس احتمالی یا رائے رکھنے کا مستحق ہے مگر یہ بھی جائز رکھتا ہے کہ اُس کی رائے غلط ہو۔ علم اخلاق کے حدود مین یہ حکیم پورا متشکک تھا چنانچہ اسی احتمال اور تذبذب کی وجہ سے جب یہ ایتھنز کا سفیر رومۃ الکبری مین ہو کر آیا تھا تو اُس کی تقریرون سے لوگون مین بہت برہمی اور شورش پیدا ہو گئی تھی۔

بشپ برکلے کا فلسفہ فلسفۂ شک اور محسوسات کا عدم علم انگلستان مین بشپ برکلی کے فلسفہ مین ظاہر ہوا جس کی کتاب ڈائلاگ یعنی مکالمات کا دلچسپ ترجمہ ہمارے مکرم دوست مولوی عبدالماجد صاحب بی۔ اے۔ نے حال مین شائع کیا ہے۔ حکیم موصوف اٹھارہوین صدی مین انگلستان کا ایک مشہور فلسفی گزرا ہے۔ ہم اسکو ایک پکا صوفی کہہ سکتے ہین گو کہ وہ ہمہ اوست کا قائل تھا مگر مادہ کا قطعی منکر تھا۔ اس کی رائے مین محسوسات کا علم جس قدر ہو سکتا ہے وہ خود ہمارے احساس کا علم ہے۔ محسوس کی حقیقت سے ہم بالکل واقف نہین۔ لہذا انسان ہی کو وہ عالم اکبر مانتا ہے جو تصوف کا بڑا مسئلہ ہے۔

چوتھی اور پانچوین اکاڈیمی چوتھی اور پانچوین اکاڈیمون کا حال بالتفصیل لکھنے کی چندان ضرورت نہین۔ چوتھی اکاڈیمی کا بانی حکیم فلو اور پانچوین کا انٹیوکس تھا اور یہ دونون

سسرو کی اکاڈیمی شخص فلسفہ مین سسرو کے اُستاد مانے جاتے ہین۔ سسرو کو اکاڈیمی قدیم سے اتنا شغف تھا اور وہ افلاطون کے اس قدر قدم بقدم چلنا چاہتا تھا کہ اُس نے اپنے دیہات ٹیوٹلی مین جو رومۃ الکبری کے مضافات مین واقع تھا اسی نام کا ایک دار العلم قائم کیا تھا جہان اُس نے اپنی مشہور کتاب اکاڈیمک کوسچنس (مسائل اکاڈیمیہ)

سسرو کا فلسفہ افلاطون کی طرز پر مکالمہ کی صورت مین تیار کی تھی۔ سسرو کے فلسفہ مین افلاطون کے اسرار الٰہیات اور زینو کی مادیت سموئی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ اور فلسفۂ شک کی بھی ایک چاشنی پائی جاتی ہے جو یقیناً اُس نے اپنے مذکورہ بالا اُستادون اور

مرشدون سے حاصل کی تھی۔ سسرو کے فلسفیانہ خیالات اُس زمانے کے روما الکبری
کے اخلاقی اور سیاسی حالات کا ایک آئینہ ہین کیونکہ اُس وقت کے تعلیم یافتہ رومی
جو یونان کی فلسفیانہ موشگافیون اور مباحثون کو پسند نہین کرتے تھے صرف اتنا
جانتے تھے کہ اُن کی جدید اصول معاشرت ایسے مختلف الانواع مسائل پر قائم کردیے
جاوین جس سے اُن کو اپنے مذہبی شکوک اور سیاسی کشمکشون سے نجات مل
جائے۔ چنانچہ سسرو اپنی کتاب ڈی فینس مین لکھتا ہے "مجکو صدق کا دعویٰ نہین
جیسا کہ پائیتھیا کی پوجاریون کو ہوتا تھا میرے الفاظ معمولی انسانون کی طرح محتمل
صدق وکذب دونون ہین صدق حقیقی کا کہین پتہ نہین۔ اگر کچھ ہے تو صدق نما کذب
البتہ ہے" پھر ایک دوسری جگہ لکھتا ہے "اکاڈیمی کا یہ کام نہین کہ اپنے مسائل زبردستی
لوگون پر عائد کرے بلکہ اُس کا فرض ہے کہ ایک قرین قیاس راے کو سُنکر اور
اُس کا موازنہ دوسری راؤن سے کرکے یہ دیکھے کہ فریقین کیا کیا تجاویز پیش کرتے
ہین پھر اُن سب تجاویز کو عقل کی ترازو مین تولے۔ مگر تصفیہ اور عمل کا فیصلہ بلا کسی
جبر و تحکم کے سامعین کی آزاد راے پر چھوڑدے"

قدیم دارالعلومون کے مختصر حالات یہان تک ختم ہو گئے۔ اب جدید دارالعلوم
(اکاڈیمون) کے حالات شروع کرنے کے پیشتر مناسب ہوگا کہ بعض اُن علمی انجمنون
یا جماعتون کا حال بھی مختصراً لکھ دیا جاوے جو عہد قدیم اور دور جدید کے درمیان
ایک حد فاصل بلکہ جوڑنے والی کڑی کیطرح واقع ہوے ہین۔ واضح ہو کہ اکاڈیمی
کا صحیح مفہوم زمانۂ حال مین یہ سمجھا جاتا ہے کہ ایک ایسی انجمن یا سوسائٹی یا جماعت
علما کی جو سائنس (علوم متعارف) یا ادبیات یا فنون لطیفہ کی ترقی و تکمیل کی

اسکندریہ کا میوزیم اور کتب خانہ

غرض سے قائم کیجاوے اس قسم کی سب سے پہلی جماعت اسکندریہ مین قائم
ہوئی تھی۔ اور اُسکو ٹالیمی سوٹر (بطلیموس سوئم) فاتح مصر نے قائم کیا تھا۔ اور اسکا نام میوزیم
رکھا تھا۔ اس بادشاہ نے فتوحات ملکی کے بعد اپنی توجہ علوم و فنون کی ترقی
اور اشاعت کی طرف مبذول کی۔ علما کو جمع کیا۔ اور نادر کتب اور فنون
لطیفہ کا بہترین ذخیرہ فراہم کیا۔ ارباب تاریخ کی راے ہے کہ یہی بیش بہا خزانہ
اسکندریہ کا وہ مشہور کتب خانہ تھا جو دنیا مین اپنی آپ نظیر تھا جس کی نسبت

عیسائی مورخین مین عام طور پر مشہور ہے کہ اس کتب خانہ کو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے یہ کہہ کر فنا کر دیا کہ "ان کتابون کی ہمکو ضرورت نہین اس لیے کہ اگر یہ کتاب اللہ کے موافق ہین تو بیکار ہین۔ اور اگر مخالف ہین تو قابل تردید ہین" علامہ شبلی مرحوم نے ایک مختصر رسالہ "کتب خانہ اسکندریہ" کے نام سے اس واقعے کی تردید مین لکھا ہے۔ بہت ممکن ہے کہ یہ واقعہ سرے سے غلط ہو۔ کیونکہ اسکندریہ کی یہ علمی انجمن سنہ [illegible]ء تک قائم رہی تھی۔ اور حضرت عمر فاروق کا زمانہ ظاہر ہے کہ ساتوین صدی تک تھا اسکے بعد یہ علمی انجمن اور سوسائٹیان مختلف نامون سے بلاد اسلامی مثلاً غرناطہ اور قرطبہ اور سمرقند تک مین قائم ہو گئین۔ اس سلسلے مین فرانس کا یہ دارالعلوم بھی قابل ذکر ہے۔ جسکو شہنشاہ شارلیمان نے مشہور انگریزی عالم آلکوین کی فرمائش اور اعانت سے آٹھوین صدی عیسوی مین فرانس مین کھولا تھا۔ جس کی روشنی یورپ کے تاریک افق علمی مین اس وقت خوب پھیل گئی تھی۔ اس کی غرض فنون صرف و نحو۔ معانی۔ بیان۔ شاعری۔ تاریخ۔ اور ریاضی کی اشاعت اور ترقی تھی۔ ایک دلچسپ واقعہ اس اکاڈیمی کے متعلق قابل ذکر ہے۔ اس انجمن کے ممبر دشرکا مساوات پسند کرتے تھے۔ اور اپنے اصلی نامون کو بدل کے معمولی اور فرضی نام رکھ لیے تھے تاکہ اُن مین اور معمولی لوگون مین کوئی امتیاز نہ باقی رہے۔ چنانچہ خود شارلیمان داؤد کے نام سے۔ اور بانی انجمن آلکوین (فلیکس) کے نام سے مشہور تھے۔ اس انجمن کے کارنامے اس وقت موجود نہین۔ مگر پرانی تاریخون سے معلوم ہوتا ہے کہ اُس جہل اور تاریکی کے زمانے مین اس نے علوم کی بڑی خدمت کی زبان کو بہت درست کیا۔ اور قواعد صرف و نحو اور اصول بلاغت منضبط کیے۔

اسلامی دارالعلوم

فرانس کی اکاڈیمی

انگلستان کی اکاڈیمی

انگلستان مین بھی اُسی زمانے مین الفرڈ اعظم نے ایک دارالعلوم بصورت ایک ابتدائی مدرسہ کے آکسفورڈ مین قائم کیا تھا جو مرور ایام سے اب آکسفورڈ یونیورسٹی بن گیا۔

حصہ دوم

دورِ جدید کی اکاڈیمیان

قبل اس کے کہ اس عہد کی اکاڈیمیون اور دار العلومون کا ذکر کیا جاے یہ جان لینا چاہیے کہ دورِ جدید کی اصطلاح سے تاریخ مین کون زمانہ مراد لیا جاتا ہے۔
دورِ جدید کی ابتدا مورخین پندرہوین صدی عیسوی سے شمار کرتے ہین انگریزی رینیسانس مین اس زمانے کو رینیسانس کہتے ہین جس کے لغوی معنی احیا کے ہین اور اصطلاح مین اس سے وہ احیاے علوم قدیمہ مراد ہے جو پندرہوین صدی مین ملک اطالیہ مین شروع ہوا تھا۔ اور وہان سے شروع ہوتے ہی کل دیگر ممالک یورپ مین ایک سیلاب کیطرح پھیل گیا۔ اس زمانہ جدید کا سب سے زیادہ گہرا اثر یورپ کے طرز تعمیر پر پڑا۔ جو سابق اور حال دونون طرزون سے بالکل مختلف تھا۔ اور جو اب تک رینیسانس اسٹائل کے نام سے مشہور ہے۔ مضمون نگار انسائکلوپیڈیا بریطانیکا اس لفظ کے متعلق اس طرح رقمطراز ہے "رینیسانس کو قرون وسطے (میڈل ایجز) کا آخری عہد سمجھنا چاہیے۔ جس کی ابتدا اُس زمانے کے مذہبی استبداد اور خدمات جنگی (فیوڈلزم) کے جبر و زبردستیون سے ہوئی۔ مگر جس مین قرون وسطی کے تمام عمدہ اور مفید خیالات قرون اولی کے علوم و فنون کے قالب مین ڈھالے گئے" جیسا کہ ہم نے اوپر بیان کیا اس تجدید علوم کی ابتدا پندرہوین صدی عیسوی مین ملک اطالیہ سے شروع ہوئی۔ علم ادب مین ایک نئی روح پھونکی گئی تنقید کے نئے قواعد ایجاد ہوے اور انسان اپنے خیالات اور زبان اور طرز عمل مین قرون وسطے کے لایعنی تکلفات اور جکڑ بندیون سے بالکل آزاد ہو گیا۔ شروع مین یہ تحریک اس طرح پھیلی کہ اہل روما مین ایک خاص ذوق یونان کے قدیم ادبیات (کلاسکس) کے پڑھنے کا پیدا ہوا جس کے واسطے اُنھون نے علوم یونانی کے ایک متبحر عالم امانول کریسولوراس کو بائزنٹیم سے طلب کیا جو اس زمانے مین قسطنطنیہ کا پُرانا نام تھا۔ اور جو شائستگی قدیم کا مرکز خیال کیا جاتا تھا۔ یہ شخص کلاسکس کا بہت بڑا عالم تھا۔ جب یہ فلورنس پہونچا تو اہل فلورنس نے اس کا استقبال بڑی گرمجوشی سے کیا۔ اتفاق سے اُس وقت

ایک مشہور رومی خاندان فلورنس بلکہ پورے یورپ مین برسراقتدار تھا جو ڈیمڈیچی کے
نام سے مشہور تھا۔ اس خاندان کے اکثر لوگ اپنے ذاتی علم وفضل اور نیز اپنی فیاضی
اور دریا دلی اور علم کی قدر اور علماء وشعراء کی سرپرستی مین اسی طرح مشہور زمانہ تھے جس طرح
عباسیون کے عہد مین اہل برامکہ۔ خاندان ڈیمڈیچی کے گایو دانے کاسیمو اور لورنزو کو
دنیاوی شہرت اور اقتدار اور علوم کی قدر دانی مین یورپ مین وہی شہرت حاصل ہے
جو جعفر فضل خالد یحیی۔ اور ملک شاہ کے مشہور وزیر نظام الملک طوسی کو ایشیا مین
ہے۔ یہ پورا خاندان اہل علم کا حامی اور سرپرست تھا اور لورنزو ڈیمڈیچی کا کتب خانہ
جس مین نادر قلمی کتابین اور اعلی درجے کی تصویرین جمع کی گئی تھین۔ دنیا کی بہترین
علمی ذخیرون مین شمار کیا گیا ہے۔
ہم کو سخت تعجب معلوم ہوتا ہے کہ یہ رینیسانس جس کی ابتدا ظاہر روم کلاسکس
کے احیا سے ہوئی تھی۔ ایک ہی صدی کے اندر اندر اس کی انتہا لوتھر اور کالون
کی اصلاح مذہب (ریفارمیشن) پر ہوئی بلکہ اگر غور سے دیکھیے تو ترقی کا یہ
سیلاب ریفارمیشن سے بھی آگے بڑھ گیا۔ اور اس مقام پر جا کر ٹھہرا جہان اس نے
دور جدید کی معجزنما مادی ترقیون مین ایک عظیم الشان تموج پیدا کر دیا۔ جس طرح
لوتھر نے جرمنی مین زونگلی نے سوٹزرلینڈ مین اور کالون نے فرانس مین "اصلاح
کے نام سے مذہب مین ایک نئی روح پھونکی اور انسان کو بیہودہ اوہام پرستی۔
اس زمانے کے مذہبی مقتداؤن کی غلامی اور تاویل کے پھندون سے آزاد
کر دیا۔ اور نجات ابدی کو ہر نیک اعمال شخص کا حق قرار دیا۔ اسی طرح علوم
مادی کی دنیا مین نئی راہین کھول گئین۔ نیوٹن اور ڈیکارٹ۔ بیکن اور لیبنز پیدا
ہوے جنھون نے خیالات کے نئے دروازے ہم پر کھولے۔ جدید مسائل دریافت
کیے نئی تحقیقاتین اور ایجادین کین غرضکہ زمانہ موجودہ مین جو معجزنما ترقیان عالم دیت مین
نظر آرہی ہین وہ انھین قدما کی علمی تحقیقاتون کا نتیجہ ہین کیا یہ تعجب کی بات نہین کہ
علوم قدیمہ کی تجدید کا ارادہ کیا جاسے۔ اور علوم جدیدہ کا ظہور ہوا اور وہ
زمانہ "ڈان آف دی ڈے" (صبح ترقی) کے مبارک لقب سے یاد کیا جا سکے؟
دوسرا تعجب خیز یہ امر ہے کہ یہ سیلاب ترقی قسطنطنیہ سے شروع ہو

اور اُس کا زمانہ بالکل وہی پڑتا ہے جو سلطان محمد فاتح کی مشہور فتح قسطنطنیہ کا ہے جو پندرھوین صدی کے اواسط کا واقعہ ہے۔ پس کیا یہ امر سخت باعث حیرت نہین کہ عیسائیون کی نمایان شکست اپنے ساتھ پیغام فتح لائے جو فاتح نہین بلکہ مفتوح کی قسمت مین ہو گویا زمانہ اس کا منتظر تھا۔ اور مشیت الٰہی اسکی راہ دیکھ رہی تھی کہ عیسائیت کا طلسم مسلمانون کے ہاتھ سے ٹوٹنے اور شاہ راہ ترقی وقعۃً نمودار ہو جاوے جو شائد اسی طلسم کیوجہ سے بند تھی۔ اسرار الٰہی کون سمجھ سکتا ہے؟ اور رموز خداوندی کون پا سکتا ہے؟

مجھکو افسوس ہے کہ رنیسانس کی گفتگو نے جو کسی قدر بحث سے الگ تھی آپ حضرات کی سمع خراشی کی مگر ع لذیذ بود حکایت دراز تر گفتم اب پھر اصل مطلب کیطرف عود کرتا ہون یعنی دور جدید کے زمانے مین اور اس کے بعد کون کون مشہور دار العلوم عالم وجود مین آئے۔ چونکہ اس دور مین تقریباً چھ صدیان شامل ہین۔ درتاریخ اس پر اچھی طرح روشنی ڈالتی ہے۔ اس وجہ سے اس کی متعدد اکاڈمیون کا نام بنام ذکر کرنا اور پھر ایک ایسے مضمون مین جو گھنٹہ آدھ گھنٹہ مین سنایا جا سکے امکان سے باہر ہے اس کے واسطے ایک مستقل کتاب کی ضرورت ہے بہر نہج اختصار کے طور ہم چند اکاڈمیون کا ذکر کرتے ہین۔ جن کی ترتیب باعتبار اُن کی نوعیت کے ہم نے قائم کی ہے اور اُن کے ذیل مین اُن ملکون کے نام دیئے ہین جہان وہ قائم ہوئین۔ اور حتی الامکان سنہ قیام بھی بتلا دیا ہے۔ یہ ہم پیشتر عرض کر چکے کہ تجدید علوم کا اثر یورپ کے تقریباً ہر ملک پر پڑا تھا لہذا اس قسم کے دار العلوم تمام ممالک مین قائم ہو گئے تھے۔ جن مین سے صرف بعض مشہور ممالک کا ذکر ہم اس مختصر مضمون مین کر سکتے ہین۔

الف۔ سائنٹفک یعنی علمی اکاڈمیان

ملک اطالیہ۔ (۱) اکاڈمیا سکریٹورم (خفیہ اکاڈمی) یہ شہر نیپلس مین سنہ ۱۵۶۰ء مین قائم ہوئی تھی۔ اس کے ہر ممبر کے واسطے ضروری تھا کہ فن طب اور طبعیات کا نہ صرف ماہر ہو بلکہ اُس فن مین کوئی جدید مسئلہ اُس نے

دریافت کیا ہو۔ اس کا بانی حکیم بپٹسٹا پورٹا تھا جو نیچرل فلاسفی کا بڑا عالم تھا۔
چونکہ عام لوگوں کو اس سوسائٹی کے نام سے شک ہوا لہذا پورٹا پر ایک مقدمہ
قائم کیا گیا۔ جس کی جوابدہی کے واسطے اسکو پوپ کے سامنے جانا پڑا مگر آخر میں
بری کیا گیا۔

(۲) لنسیائی یہ روما الکبری میں تقریباً اسی زمانہ میں قائم ہوئی تھی۔ اس کا مارکہ
اس صورت میں تھا کہ ایک تیز نظر بلی کیطرح کا جانور آسمان کیطرف دیکھ رہا ہے۔ اور
ایک عجیب الخلقت جانور کو اپنے پنجوں سے پھاڑ رہا ہے جس سے یہ مطلب تھا کہ انسان
کذب اور غلطی کے مقابلے کو ہر وقت تیار ہے۔ علاوہ اور لوگوں کے پورٹا مذکور اور
روما کا مشہور ہیئت دان گلیلیو بھی اس میں شریک تھے۔ پورٹا کی مشہور تصانیف
جو فن طب میں خواص نباتات اور علم مناظر و مرایا کے متعلق تھے۔ مگر اب نادر الوجود
ہیں اسی اکاڈیمی کی سرپرستی میں شائع ہوئے تھے مشہور ہے کہ دوربین کا اصلی
موجد حکیم مذکور تھا گو کہ زمانہ گلیلیو کے نام سے واقف ہے۔

(۳) اکاڈیمیا ڈل سمنٹو یہ ۱۶۵۷ء میں فلورنس میں قائم ہوئی تھی حکیم دیویانی بورلی
کا مشہور ریاضی دان اس کا ممبر تھا۔ اس کے قیام کی یہ غرض تھی کہ علوم طبیعی میں قدیم اور
فرسودہ مسائل سے بالکل قطع نظر کر کے جدید تجربے کیے جاویں۔ جن کو رسالوں کی صورت
میں شائع کیا جاوے اس اکاڈیمی کی پوری کارروائیاں ایک مجلد مکلف
باتصویر کتاب کی صورت میں چھپ گئی ہیں۔ مگر بہت کمیاب ہیں۔ اس کتاب
میں ہوا کا وزن۔ پانی کی دبنے کی خاصیت اور کشش اجسام وغیرہ کے مسائل
سے بالتفصیل بحث کی گئی ہے۔ بیرامٹر (مقیاس ہوا) کا موجد ٹارسیلی بھی
اس اکاڈیمی کا ایک ممبر تھا۔

(۴) رائل اکاڈیمی آف سائنسز ڈبلن۔ اس کی ابتدا ۱۶۴۵ء میں
ایک معمولی انجمن کی حیثیت سے ہوئی تھی۔ مگر تھوڑے ہی دنوں میں یہ شاہی
سرپرستی میں آ گئی۔ یہ اکاڈیمی اب بھی قائم ہے۔ اور اس میں چالیس مقامی اور
چالیس غیر ملکی ممبر شامل ہیں۔ اس کی کارروائیاں ایک کتاب کی صورت
میں چھپتی رہتی ہیں اور اس نے اکثر علما اور اہل سائنس کو تمغا اور انعام عطا کیے ہیں۔

ملک فرانس دی اولڈ اکیڈمی آف سائنسز (قدیمی دار العلوم فرانس) کی ابتدا
تقریباً سنہ ۱۶۶۶ء میں ہوئی تھی اور اس زمانے کے تمام مشہور حکیم اور فلسفی
شامل کئے مثلاً ڈیکارٹ[۵۱] گاسنڈی[۵۲] پاسکل[۵۳] وغیرہ۔ انگلستان کا نامور اور
فلسفی اور ماہر فلسفۂ قانون ہابز بھی سنہ ۱۶۴۳ء میں اس کا ممبر ہوگیا تھا۔ اس میں اکثر
نامی اطبا اور ریاضی دان اور علم کیمیا اور تشریح کے ماہر سب شریک تھے۔ اور
ہر ممبر کو شاہ فرانس لوئی چہاردہم کی طرف سے ایک معقول وظیفہ اس کی خدمات
علمی کے صلے میں ملا کرتا تھا۔ اور آلات اور تجارب کے واسطے بھی ایک کافی سرمایہ فراہم کر دیا گیا تھا۔
ممبران اکاڈیمی ہفتہ میں دو بار جلسے کرتے تھے۔ ایک دن خاص مسائل ریاضی کے لیے
دوسرا طبعیات کے واسطے مخصوص کر دیا گیا تھا۔ خاص فرانس کے حکما کے علاوہ اور
ملکوں کے نامور حکیم اور فلسفی بھی اس میں شریک تھے مثلاً ڈنمارک کا ہیئت دان

---

۵۱ فرانس کا ایک مشہور فلسفی تھا۔ دور جدید کا یہ پہلا شخص ہے جس نے فلسفہ میں جدید
رنگ اور زمانۂ حال کی روش پیدا کی۔ اور اُس کو قرون وسطیٰ کی مذہبیت اور طریقۂ
استدلال اور قدیم منطقی گورکھ دھندوں سے نکال کے اس کی بنیاد تجربہ اور مشاہدہ پر
قائم کی۔ اس کا قول ہے کہ جب سے میں سن رشد کو پہونچا۔ اور کتب درسیہ سے فراغت کی اس
وقت سے پھر کسی علم کی طرف متوجہ نہیں ہوا۔ سوا اس کے جس کو میں نے خود اپنے
نفس میں پایا۔ یا کتاب فطرت میں جس کا مطالعہ کیا۔ اس کا مشہور مقولہ "کاجیٹو ارگو سم"
(میں سوچتا ہوں لہذا میں ہوں) زمانہ حال کے فلسفہ کا سنگ بنیاد ہے۔ اس کی کتاب
"ڈسکورس آن متھڈ" فلسفہ کی معرکۃ الآرا تصنیف ہے۔ زمانہ سنہ ۱۵۹۶ء لغایت سنہ ۱۶۵۰ء

۵۲ ایک فرنچ فلسفی اور الٰہیات دان تھا۔ ارسطو کے فلسفہ کا مثل ابن رشد
کے نقاد تھا۔ زمانہ سنہ ۱۵۹۲ء لغایت سنہ ۱۶۵۵ء۔

۵۳ مشہور فرنچ ریاضی دان اور مصنف ہے۔ ریاضی اور طبعیات میں اکثر مفید
اور مشہور تجربے اس کی طرف منسوب ہیں۔ پانی اور ہوا کے وزن اور دباؤ
کے متعلق اس نے اکثر تجربے کیے۔ اور اصول قائم کیے۔ ایک بیرومیٹر ایجاد کیا
جس سے پہاڑوں کی بلندی معلوم ہوتی ہے۔ زمانہ سنہ ۱۶۲۳ عیسوی
لغایت سنہ ۱۶۶۲ء

ریمیر اور انگلستان کا فرزانۂ روزگار اسحٰق نیوٹن[1] اس اکاڈیمی میں یہ نقص بتایا گیا ہے کہ یہ امرا اور صاحبان ثروت کی سرپرستی میں تھی یعنی قوم کو اپنے پاؤں پر کھڑے ہونے کی ابھی تک قوت نہیں آئی تھی جو قومی ترقی کی پہلی منزل ہے۔ کلیبر اور ریامیو کو بھی اس کی شرکت کا فخر حاصل تھا۔ اول الذکر علم طبیعات اور ہیئت کے بعض مفید تحقیقاتوں کے واسطے اور ثانی الذکر ایک تھرمامیٹر کی ایجاد کے واسطے جو اس کے نام سے اب بھی مستعمل ہے مشہور زمانہ ہیں۔ ان کے علاوہ ہیئت دان لاپلیس[2] طبیعات دان بیوفون[3] ریاضی دان لاگرانج[4] اور ڈالمبرٹ[5] اور کیمیا دان لیوائیسر[6] سب اسی اکاڈیمی کے رکن تھے ۱۷۹۲ء

[1] انگلستان کا مشہور فلسفی اور ہیئت دان تھا۔ ریاضی میں ڈیفرنشل کلکیولس اور بائنومیل تھیورم اس کی طرف منسوب ہیں۔ آفتاب کی شعاع کا تجزیہ اور سات رنگوں کی تحقیق اسی نے کی تھی۔ مگر سب سے بڑی تحقیق جو اس کے نام کے ساتھ ہمیشہ وابستہ رہے گی۔ وہ کشش ارضی کی دریافت ہے۔ جس پر روے زمین کا کوئی فلسفی گذشتہ دو صدیوں میں معترض نہ ہو سکا البتہ پانچ سات برس سے انیسٹین نے اپنے نو ایجاد مسئلہ تناسب سے سائنس کی دنیا میں ایک ہنگامہ پیدا کر دیا ہے۔ نیوٹن کی تصانیف "پرنسپیا" اور "آپٹکس" وغیرہ مشہور زمانہ ہیں۔ زمانہ ۱۶۴۲ء لغایت ۱۷۲۷ء۔

[2] فرانس کا سب سے زیادہ مشہور ہیئت دان گذرا ہے۔ اس کی کتاب "میکانیزم سلستہ" میں اصولات کی تحقیق ہے کہ نظام شمسی میں قاعدۂ کشش موجود ہے۔ اور اقمار مشتری کی رفتار بھی معین کی گئی ہے۔ اس کی "نیبولر تھیوری" زمانۂ حال کی عظیم الشان تحقیق ہے زمانہ ۱۷۴۹ء لغایت ۱۸۲۷ء۔

[3] مشہور طبیعی تھا چونکہ اس کا خیال تھا کہ تمام حیوانوں میں ایک غیر منقطع سلسلۂ اشکال پایا جاتا ہے۔ لہذا یہ مسئلۂ ارتقا کے پیشروؤں میں شمار کیا گیا ہے اس کی کتاب "نیچرل ہسٹری" میں تمام معلوم اور متعارف واقعات علم طبیعات کے نہایت عجیب پیرایہ میں درج ہیں زمانہ ۱۷۰۷ء لغایت ۱۷۸۸ء۔

[4] بڑا ریاضی اور ہیئت دان تھا اسکی تصنیف "میکانیک انیلیٹک" بڑے پائے کی کتاب ہے۔ اسکی تصانیف چودہ جلدوں میں ۱۸۹۲ء میں چھپ گئے تھے۔ زمانہ ۱۷۳۶ء لغایت ۱۸۱۳ء۔

[5] فلسفی اور ریاضی دان تھا مشہور محقق ڈیڈرو کے ساتھ اس نے زبان فرنچ کی قاموس حکمت و فلسفہ شائع کرنا شروع کی جس میں بہت سے مضامین خود اسی کے قلم کے ہیں زمانہ ۱۷۱۷ء لغایت ۱۷۸۳ء

۱۷۹۲ئ مین یعنی انقلاب فرانس کے زمانے مین اس اکاڈیمی کا خاتمہ ہو گیا! ورنہ بانیان انقلاب کو جس طرح وہ اہل دولت و اقتدار کے دشمن تھے افسوس ہے ان غریب صاحبان علم و فضل پر بھی رحم نہ آیا۔ اکثر ممبران اکاڈیمی سولی پر چڑھائے گئے۔ بعض قید کیے گئے۔ اور بعض نے سخت مصیبت اور تکلیف مین بقیہ عمر بسر کی۔ ۱۷۹۵ئ مین اس اکاڈیمی کی جگہ ایک دوسری علمی انجمن قائم کی گئی جس کا نام انسٹیٹیوٹ رکھا گیا۔ مگر ۱۸۱۶ئ مین اس انسٹیٹیوٹ کی شاخ پھر اکاڈیمی کے نام سے کھولی گئی۔ جس مین گزشتہ صدی کے اکثر مشہور اہل حکمت و سائنس شریک تھے۔ مثلاً کارنو[1] انجینئر۔ امپیئر[2] ماہر علم طبعیات و برق جس کے نام سے بجلی کا یونٹ شمار کیا جاتا ہے گے لوساک[3] کیمیا دان۔ کیوویئر[4] عالم علم حیوانات وغیرہ اس اکاڈیمی کے علاوہ گذشتہ دو صدیون مین فرانس مین متعدد دار العلوم کھلے تھے۔ مگر ان کو نام بنام گنوانا خالی از طوالت نہین۔

ملک جرمنی ۔ (۱) کالیجیم کیوریوسم۔ اس کا بانی جرمن کا ریاضی دان پروفیسر اسٹرم تھا۔ اور اس کا قیام ۱۶۷۲ئ مین ہوا تھا۔ اسٹرم نے اپنے زمانے کے اکثر فلسفیون اور اہل علم کو ایک خط لکھا تھا جس مین تحریر تھا کہ فلسفہ کا دور نزاعی رخصت ہوا اب دور

باقی حاشیہ صفحہ ۴۵ ۔ ۵ۂ اس کو کیمیاے جدید کا آدم سمجھنا چاہیے۔ انقلاب فرانس کے زمانے مین اس کو سولی دی گئی۔ آزادی پسند لوگون نے اسی کی نسبت کہا تھا کہ ریپلک کو ایسے اہل سائنس کی ضرورت نہین۔ گو کہ آکسیجن گیس کے تمام افعال و خواص یہ دریافت نہ کر سکا مگر اسکی خاصیت اشتعال اسی کی تحقیق ہے۔ زمانہ ۱۷۴۳ئ لغایت ۱۷۹۴ئ۔

لہ ایک مشہور اسٹیٹسمین اور ریاضی دان کا لڑکا تھا۔ خود "تھرموڈائنامکس" کا موجد خیال کیا جاتا ہے۔ زمانہ ۱۷۹۶ئ لغایت ۱۸۳۲ئ

ٹہ اس کی تحقیقاتین علم برق اور گلوینزم مین نہایت مشہور ہین زمانہ ۱۷۷۵ئ لغایت ۱۸۳۶ئ۔

ٹہ فرنچ طبیعی اور کیمیا دان تھا اسکی تحقیقاتین ترکیب و خواص ہوا کے متعلق بہت قیمتی ہین۔ اس نے اپنی ترکیب کیمیاوی سے سلفورک ایسڈ اور بارود وغیرہ کی صنعت مین بڑی ترقی کی ہے زمانہ ۱۷۷۸ئ لغایت ۱۸۵۰ئ

ٹہ مشہور ماہر نباتات اور حیوانات کی تشریح بالمقابلہ کا بڑا ماہر تھا اسکی کتاب "اینمل کنگڈم" (عالم حیوانات) ایک مشہور تصنیف ہے یہ مسئلہ ارتقا کا مخالف تھا۔ زمانہ ۱۷۶۹ئ لغایت ۱۸۳۲ئ

تجارب ہے۔ لہذا آپ حضرات اس کام مین میرا ہاتھ بٹائیے اور اس انجمن مین شرکت کیجیے

(۲) رائل اکیڈیمی آف سائنسز برلن۔ اس کا بانی بادشاہ فریڈرک اعظم تھا۔ اور دستور العمل مشہور حکیم لیبنیز نے تیار کیا تھا۔ اس کا قیام ۱۷۰۰ء مین ہوا تھا اس کے ممبر بھی بڑے بڑے جرمن حکیم اور فلسفی گذرے ہین مثلاً ہمبولٹ[۱]۔ ساونگنی[۲] شلیرمیکر[۳] رینک[۴] وغیرہ۔ ان کے علاوہ اور بھی بہت سی اکاڈیمیان جرمنی مین قائم ہو مین۔ مگر بخوف طوالت ہم ان کو اور نیز روس اور ڈنمارک اور ہالنڈ وغیرہ کی اکاڈیمیون کو اس مختصر مضمون مین جگہ نہین دے سکتے۔

ب ادبی اکاڈیمیان

فرانس (۱) فلورل گیمس۔ اس کا قیام شہر طولوس (جنوبی فرانس) مین ۱۳۲۵ء مین ہوا تھا۔ یہ اکیڈیمی اس غرض سے قائم ہوئی تھی کہ اُس زمانے کے شعرا کو جو ٹروبدور کے نام سے مشہور تھے اشعار کے صلے مین انعام تقسیم کیا کرے۔ جنوبی فرانس اور اٹلی کے بارہوین اور تیرہوین اور چودھوین صدیون کے شاعر ٹروبدور کے جاتے تھے۔ اُن کا تعلق شاہی درباروں اور رؤسا کی ڈیوڑھیون

---

[۱] مشہور جرمن عالم اور سیاح تھا اس کا سفرنامہ جنوبی امریکہ کے اُن ممالک کا جن مین خط استوا ہو کر گذرتا ہے ایک نہایت ضخیم اور پُر از معلومات کتاب ہے جو تقریباً تین ۳ جلدون مین شائع ہوئی ہے۔ اس کی دوسری کتاب "کاسماس" بھی جو تخلیق عالم کے متعلق ہے نہایت مشہور ہے۔ زمانہ ۱۷۶۹ء لغایت ۱۸۵۹ء

[۲] مشہور جورسٹ ہے۔ زمانہ ۱۷۷۹ء لغایت ۱۸۶۱ء

[۳] جرمنی کا ایک نامور الہیات دان اور فلسفی گذرا ہے۔ آزاد خیالی (ریشنلزم) کا سخت مخالف تھا۔ چنانچہ اس کی کتاب "اوبر دی رلیجن" اسی بحث مین ایک معرکۃ الآرا تصنیف ہے۔ اس نے مذہب اور فلسفہ کو یکجا کرنا چاہا تھا۔ چنانچہ اصول مذہب عیسائیت کو کینٹ اور اسپنوزا کے فلسفہ کے ساتھ مخلوط کر دیا تھا۔ زمانہ ۱۷۶۸ء لغایت ۱۸۳۴ء

[۴] گذشتہ صدی کا مشہور جرمن مورخ ہے۔ اس کی صدہا تصنیفات ہین جن مین "تاریخ ریفارمیشن" اور "تاریخ یورپ" بہت مشہور ہین۔ اس کو گذشتہ صدی کا گبن سمجھنا چاہیے۔ زمانہ ۱۷۹۵ء لغایت ۱۸۸۶ء۔

سے ہوتا تھا۔ اور اُن کا خاص کام یہ تھا کہ کسی بادشاہ یا وزیر یا امیر کی معشوقہ کے حُسن کی تعریفین کیا کرین۔ اور اُس مین آسمان و زمین کے قلابے ملا دین۔ خوشی کے موقع پر خوشی کی ترانے اور غم کی مجلسون مین دردناک مرثیے سناتے۔ اور لڑائیون کے واسطے جنگ کے اشعار لکھتے۔ غرضکہ ان حضرات کا کلام ایک طرفہ معجون تھا۔ جس مین ہر رنگ کی چاشنی ہوتی تھی۔ مگر الفاظ کی شان و شوکت کے علاوہ نازک خیالی اور معنی آفرینی بالکل غائب تھی۔ یہ لوگ عرصہ تک ایک دربار مین قیام کرتے۔ جہان جی بھر کے رئیس کی تعریفین کرتے۔ اور خوب انعام و اکرام حاصل کرتے۔ پھر کسی دوسری جگہ پہونچتے اور وہان سے بھی اسی طرح جھولے بھرے رخصت ہوتے۔ ان کی شاعری یورپ مین نہایت ادنیٰ درجے کی شاعری سمجھی جاتی ہے۔ کیونکہ بقول نواب امداد امام صاحب آثر کے اس مین داخلی حصہ بہت کم تھا جو کچھ تھا خارجی ہی خارجی تھا۔ ہم نے ان کے کلام کا نمونہ عرصہ ہوا کہین دیکھا تھا۔ مگر ہم کو تو اُس مین کچھ لطف نہین آیا۔ ہمارے نزدیک ان مین شاہ نصیر مرحوم کا کچھ رنگ پایا جاتا ہے یعنی ردیف و قافیے مشکل اور مضمون بہت کم غرضکہ اکاڈیمی مذکور انھین شاعرون کو انعام و تمغے دینے کے واسطے قائم ہوئی تھی۔ اور انعام بھی ان حضرات کی شاعری کیطرح عجیب قسم کے ہوتے تھے یعنی سونے چاندی کے پھول ان کو دیے جاتے تھے۔ مثلاً قصیدے کے صلہ مین ایک سونے کا گیندے کا پھول مثنوی کے واسطے چاندی کا گلاب وغیرہ اور انہی پھولون کی نسبت سے اکاڈیمی کا نام بھی تھا۔

(۲) اکاڈیمی فرانسوے۔ جس کو انگریزی مین فرنچ اکیڈیمی کہتے ہین۔ یہ دارالعلوم تمام دنیا کی موجودہ علمی و ادبی انجمنون اور سوسائٹیون مین سب سے زیادہ مشہور اور ممتاز ہے اور نہایت کامیابی کے ساتھ کام کر رہا ہے۔ اس کا حال چونکہ نہایت دلچسپ ہے۔ اس لیے ہم اس کو کسی قدر تفصیل سے بیان کرنا چاہتے ہین۔ اس کی ابتدا ۱۶۲۹ء یا ۱۶۳۰ء مین معمولی طریقے سے شہر پیرس مین ہوئی تھی۔ اور اگر چھوٹا منہ بڑی بات نہ سمجھی جائے تو ہم یہ ضرور کہین گے کہ اس کی ابتدا بالکل اسی طریقہ سے ہوئی تھی جیسے ہماری اس مسلم اکیڈیمی کی ہوئی ہے۔ حال الصدیر

ابتدا مین اُس مین بھی صرف سات آٹھ ممبر تھے۔ جیسے ہماری اس انجمن مین ہین۔ ہماری
ہی انجمن کیطرح یہ لوگ بھی اپنے ایک ممبر کے مکان پر جلسے کرتے تھے۔ اُس کے ممبر علم
دوست لوگ تھے اور ادبی ذوق رکھتے تھے جس طرح ماشاء اللہ ہمارے بانیان
انجمن کو ہے ہماری طرح وہ بھی شروع۔ مین چھوٹے چھوٹے مضامین لکھتے تھے۔ اور مثل
ہمارے وہ بھی اعلان واشاعت کی مخالف تھی اُن کے جلسے بھی اسی طرح بے ضابطہ
اور بے تکلفانہ ہوتے تھے۔ اور طریقہ کارروائی ابتدا مین یہی تھا کہ ایک شخص اپنا
مضمون پڑھتا اور سب کو سناتا۔ اور دوسرے ممبر اپنی اپنی رائے ظاہر کرتے بانی
اکاڈیمی کا نام نہین معلوم مگر ایک شخص مسمی میسیو کاترار کے گھر پر شروع مین جلسے
ہوتے تھے اور کارروائی خفیہ رکھی جاتی تھی۔ بالآخر اس اکاڈیمی کی شہرت بڑھتے
بڑھتے کارڈنیل رچلو کے کانون تک پہونچی جو اس کا مزنی! اور سرپرست بن گیا۔
خدا کرے ہماری انجمن کے واسطے بھی کوئی کارڈنیل رچلو پیدا ہو جائے اسی
علم دوست کارڈنیل کی کوشش سے انجمن مذکور کو سند یا فرمان شاہی بہت
جلد حاصل ہوگیا۔ پہلے بانیان انجمن نے اس فرمان کے قبول کرنے سے انکار کرنا
چاہا کیونکہ اس قسم کا اعلان واشتہار اُن کے دلی مقصد اور عافیت نشینی کے خلاف
تھا۔ مگر بعد کو مصلحت اسی مین دیکھی کہ یہ مرحمت خسروانہ شکریہ کے ساتھ قبول کیجاوے
تاکہ فیاض کارڈنیل کی دل شکنی نہ ہو۔ اس کے بعد سے یہ پرائیوٹ انجمن ایک
باقاعدہ شاہی اکاڈیمی بن گئی۔ اور اُس نے اپنا دستور العمل اور قواعد وضوابط
تیار کیے اور عہدہ دار مقرر کیے جن مین ایک ڈائرکٹر اور ایک چانسلر تھا جس کا
انتخاب قرعہ اندازی سے ہوتا تھا۔ اور ایک سکریٹری کثرت آرا سے منتخب ہوتا تھا
اور اُن کی تصانیف کی طبع واشاعت کے واسطے ایک پبلشر (اشاعت کنندہ) مقرر
ہوا جو ممبر نہین تھا جلسون کی صدارت ڈائرکٹر کرتا تھا۔ اور چانسلر کی تحویل مین
اکاڈیمی کے مہر رہتی تھی جو تمام سرکاری کاغذات اور مراسلات پر کیجاتی تھی۔ کارڈنیل
مذکور اکاڈیمی کا مربی مقرر ہوا اور جلسے ہفتہ وار ہوتے تھے۔ اکاڈیمی کا اصل
مقصد جیسا کہ اُس کے قواعد وضوابط مین بیان کیا گیا تھا۔ زبان کی صفائی اور
درستی تھی چنانچہ دفعہ ۲۴ کا یہ مضمون تھا کہ خاص کام اس اکاڈیمی کا یہ ہوگا

کہ پوری کوشش اور تندہی کے ساتھ ہماری زبان کے واسطے خاص توجہ دی جائے
تاکہ زبان صاف اور فصیح ہو اور اس قابل ہو جائے کہ علوم و فنون کے الفاظ و فقرات
اس میں نہایت صحت کے ساتھ استعمال کر سکیں ہمارا یہ بھی منشا ہے کہ زبان آئندہ
الفاظ و اصطلاحات سے پاک و صاف ہو جائے جو عوام الناس کے بول چال سے اس میں
داخل ہو گئے ہیں وکلا کے مجمعوں اور واسطے قانونی الفاظ جاہل درباریوں
غلط و سقط محاورات [illegible] اور خطیبوں کے [illegible] کے بے تکے استعمال [illegible]
سب اس سے دور ہو جائیں۔ ممبروں کی تعداد ۴۰ مقرر کی گئی تھی جو ابتدا میں صرف
[illegible] تھی اور ۹ - ۱ ء تک پوری نہیں ہوئی تھی۔ شروع میں ہر [illegible]
کوئی مضمون پڑھتا اور مضمون کے نام اور نوعیت سے معلوم ہوتا ہے کہ ان میں
کوئی خاص جدت یا قابلیت نہیں ہوتی تھی یونانی فصحا کے طرز پر لکھی جاتی تھی اکاڈیمی کا یہ بھی
ایک قاعدہ تھا کہ کوئی ممبر کسی شخص کی تصنیف پر بلا اجازت مصنف کے کوئی اعتراض یا نکتہ چینی نہیں کر سکتا
تھا۔ کارنیل اس زمانے کا بہت بڑا شاعر اور ڈراما نگار تھا۔ اور اس کی تازہ تصنیف [illegible]
مقبول خاص و عام ہو رہی تھی۔ کارڈینل میں اور اس میں کچھ چشمک
تھی۔ کارڈینل نے ممبران اکاڈیمی سے درخواست کی کہ [illegible]
تنقید کی جائے۔ ممبروں نے حسب قاعدہ کارنیل سے اسکی اجازت طلب کی۔ وہ عجب
کشمکش و پیچ میں پڑا کہ خود اپنی تصنیف کو برا کہنے کی اجازت کس طرح دے
ایک عرصہ کی قیل و قال کے بعد بیچارے نے مجبور ہو کر اجازت دی چنانچہ اکاڈیمی
کی سب سے پہلی معرکۃ الآرا تصنیف یہی تنقید کارنیل ہے۔ جو فرنچ میں "سنٹمنٹ
دی اکیڈیمی فرانسوی سر لاسڈ" کے نام سے مشہور ہے۔ اور اہل فرانس ادبی
لحاظ سے اس کی بڑی قدر کرتے ہیں۔ کارنیل اکاڈیمی کے فیصلے سے ناراض ہو گیا
اور مشہور ہے کچھ عرصہ کے بعد اس نے یہ جملہ کہا تھا۔ کہ میرے ڈراما [illegible] کو
بھی زبان کے دو ججوں نے منظور نہیں کیا تھا۔ مگر قوم نے منظور کیا اور قوم کے آگے
ججوں کا فیصلہ کوئی چیز نہیں ہے۔ اکاڈیمی کا سب سے بڑا کارنامہ زبان فرانسیسی
کی ایک مبسوط لغت ہے۔ جس کے واسطے خاص اہتمام کیا گیا تھا۔ [illegible] کیا
اور تمام مشہور مصنفین کی کتابیں نظم و نثر دونوں فراہم کی گئیں اور ممبروں نے [illegible] جن

اور اہل انگلستان مین جو عام طور پر ایک دہاتیت اور گنوارپن اور بقول اہل لکھنؤ پھوہڑپن
پایا جاتا ہے وہ اسی وجہ سے ہے کہ وہان تہذیب سکھانے اور زبان درست
کرنے کا کوئی زبردست ذریعہ موجود نہین ہے۔ میتھو آرنلڈ کی راے مین انگریزون کی
فطری ذہانت و طباعی (جینیس) بھی اس کمی کی تلافی نہین کر سکتی۔ فرانس کا مشہور
آزاد خیال مصنف رینیان بھی جس کی لائف آف کرائسٹ کو بڑی شہرت حاصل
ہوئی ہے اپنے قومی دار العلوم کا بڑا معترف ہے۔

مگر ساتھ ہی اس کے زمانۂ حال کے بعض جمہوریت پسند محقق اس تجویز پر
صاد نہین کرتے۔ اور اکاڈمی کے اثرات کو قومی ترقی کے واسطے مضر بتلاتے ہین۔
مثلاً سیولانفرے اپنی تاریخ نپولین مین یون لکھتا ہے "یہ دار العلوم کبھی بھی بادشاہت اور استبداد
کا مخالف نہ تھا۔ بادشاہت ہی کی آغوش مین اسکی نشو و نما ہوئی اسی جہت سے اس مین درباریون کی خوشامد
و چاپلوسی اور سازشون اور طرفداریون کا رنگ کثرت سے پایا جاتا ہے۔ یہ
اُن کامون سے بالکل بیگانہ ہے۔ جن کو قومین مل کر کرتی ہین۔ اور یہی تمام دار العلومون
اور علمی انجمنون کا اصلی مفہوم بلکہ اُن کی جان ہین اسی اشتراک کار سے انجمنون کے
ممبرون مین وقعت و شان اور انکی عمرون کو طول نصیب ہو رہا ہے۔ اس مین [illegible] علمی
ڈھکوسلے ہین جن سے کوئی مفید رقابت اور نقل کا مادہ نہین پیدا ہوتا۔ چند علمی
کھیل تماشے ہین جن کی غرض سوا اس کے کچھ اور نہین کہ من ترا حاجی بگویم
تو مرا حاجی بگو۔ اسی وجہ سے ہم اکثر شرکا اور ممبرون مین یہ خرابی پاتے ہین
کہ فطری ذہانت اور طبیعت داری کے ساتھ اُن مین زمانہ کی بد اخلاقیان بھی
بدرجۂ اتم موجود ہین۔ اس کو سیاسات سے کوئی تعلقات نہ تھا۔ مگر چار
و ناچار اختیار کرنا پڑا اسو بمنزلہ سانپ کی طرح ہے کبھی اس کو پکڑتی ہے اور کبھی چھوڑتی
ہے۔ سیاسیات کے اصلی مفہوم سے یہ بالکل واقف نہین اسکو اگر کچھ تعلق ہے تو سیاسی
[illegible] سے ہے۔ اور جب کبھی یہ ان معاملات مین قوم کا ساتھ دیتا بھی ہے۔
تو اس کی طرفداری مین بھی قدامت کے تعصب کی بو پائی جاتی ہے۔ اگر ہم اُن اثرات
پر نظر کرتے ہین جو اس نے قومی ذہانت کی ترقی و نشو و نما پر ڈالے ہین تو ہم کو صاف
نظر آتا ہے کہ اس کی وجہ سے زبان مین ایک قسم کی لچک اور چمک اور جلا تو ضرور

پیدا ہوگئی جو پیشتر نہ تھی۔ مگر ساتھ ہی اُس کی قوت اور قدرتی خوبصورتی تشریف
لے گئی۔ اس نے زبان کے واسطے قواعد تو منضبط کیے لیکن یہی جکڑبندی زبان
کی کمزوری اور پستی اور جمود کا باعث ہوگئی۔ اس نے نیا مذاق (ٹیسٹ) ہم میں
ضرور پیدا کیا جس سے ایک نوع کی صحت مذاق ہوگئی ہر گز وہ صحیح معیار حُسن سے بہت
دور ہے۔ اسکی وجہ سے قوم میں بجائے اصلی شوکت کے ظاہری بھڑک بجائے فرد فرد
کی ترقی کے ترقی کی ایک عام شاہراہ۔ بجائے سادگی کے تکلف
اور تصنع اور بجائے اختلاف اور بوقلمونیت کے بے مزہ یکرنگی اور
یکسانی پیدا ہوگئی۔ اس کی تصانیف کے ورقوں میں مصنف کی قوت تصنیف اور
فصاحت و بلاغت تو نمایاں ہے۔ مگر خود اس کی انسانیت ہماری نظروں سے اوجھل ہے جس
کی وجہ سے مصنف کی ہم قدر و عظمت کرتے ہیں اُس کے ساتھ محبت نہیں کرسکتے۔
یہ شاہنشاہیت کی گود میں پلی۔ لہذا اسی دور کے حسب حال ہے۔ اور یہی تمام باتیں
بونا پارٹ کے پیش نظر تھیں جن کی وجہ سے وہ اس کا معترف اور دلدادہ نہ تھا۔"

وہ محققوں کی رائیں اور تنقیدیں ہیں جو دنیا کے بہترین دار العلوم کی
نسبت ظاہر کی گئی ہیں اور ایسی مختلف اور متضاد واقع ہوئی ہیں کہ اُن کے متعلق
ہم اپنی کوئی رائے بغیر غور و فکر کے کچھ نہیں ظاہر کرسکتے۔

اب چونکہ یہ مضمون کسی قدر طویل ہوگیا ہے لہذا باقی انواع اکاڈیمی
کو جو (۱) تاریخ و ادب (۲) طب و سرجری اور (۳) موسیقی
اور مصوری سے متعلق ہیں قلم انداز کرتے ہیں۔ اسی طرح انگلستان کی
اکاڈیمیوں مثلاً برٹش اکیڈیمی اور رائل اکیڈیمی وغیرہ کا حال بھی انشاء اللہ
کسی دوسرے موقع پر ہم عرض کریں گے۔

ہندوستان میں زمانہ موجودہ میں باوجود اس قدر ترقی و وسعت
تعلیم کے صحیح معنوں میں کوئی اکاڈیمی موجود نہیں۔ اگر کوئی ہے تو ایشیاٹک
سوسائٹی آف بنگال البتہ کہی جاسکتی ہے۔ جس کی مفید اور دلچسپ تحقیقاتیں
اُس کی کارروائیوں میں وقتاً فوقتاً نکلتی رہتی ہیں۔ ہمارے مشہور
ملکی شاعر رابندر ناتھ ٹگور نے بھی جن کو خود ایک سویڈن کی اکاڈیمی سے

نوبل پرائز ایک لاکھ تیس ہزار روپیہ کا مل چکا ہے - ایک مدرسہ بالکل جدید
اصول پر اپنے گاؤں بولپور میں قائم کیا ہے۔ یہ مدرسہ اکاڈیمیہ افلاطونی
کی طرح ایک کھلی ہوئی درسگاہ میں قائم ہے - جہاں طلبا کمروں میں نہیں بلکہ درختوں
کے سایہ کے نیچے پڑھتے - اور معمولی کتب درسیہ کے بعد وہ "کتاب قدرت" کے اوراق
کا بھی اکثر مطالعہ کرتے رہتے ہیں - انجہانی مسٹر گوکھلے کی قائم کردہ سرونٹ آف
انڈیا سوسائٹی ہے - مگر اس نے اپنے تئیں بالکل وقف سیاسیات کر دیا ہے۔ چونکہ
اس کو سائنس اور لٹریچر یا تاریخ و علوم قدیمہ سے کچھ مطلب نہیں - اس لیے اس
کو اکاڈیمی یا دار العلوم ہم نہیں کہہ سکتے -

ہم کو نہایت افسوس ہے کہ قدیم اسلامی دار العلوموں کا حال ہم
ضروری کتابیں پاس نہ ہونے کی وجہ سے کچھ بھی نہ لکھ سکے - بہتر ہو گا کہ اس کے
متعلق مولانا عبد الحلیم صاحب شرر جن کو تاریخ قدیم اور خاص کر اسلامی
تاریخ پر عبور حاصل ہے - کسی دوسرے موقع پر ہم کو مستفیض فرمائیں -

لہ یہ انعام الفرڈ نوبل کے نام کے ساتھ منسوب ہے جو سویڈن میں پیدا ہوا تھا - اور روس میں تعلیم
پائی - یہ اور اس کا باپ دونوں نہایت مشہور اور کامیاب بحری انجینیر تھے جنہوں نے آبدوز
کشتیوں اور تارپیڈو وغیرہ کی تیاری میں کمال پیدا کیا تھا - اس کے علاوہ وہ بعض دیگر سائنٹفک
آلات وغیرہ کے بھی موجد تھے - مگر سب سے بڑی ایجاد اس کی بغیر دھوئیں کی بارود اور
ایک مصنوعی ربڑ ہے جس کی وجہ سے یہ کروڑپتی ہو گیا اور اسی روپیہ سے اس نے پانچ لاکھ
سالانہ کے انعام قائم کیے (۱) فزکس (۲) کمسٹری (۳) فزیالوجی یا طب (۴) شاعری و ادبیات
(۵) سب سے بڑی خدمت کے واسطے جو قیام امن کے متعلق اس سال کی جائے - مشہور انگریزی
شاعر رڈیارڈ کپلنگ کو بھی یہ انعام [illegible] مل چکا ہے -